بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہلِ سنت کی پہچان

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی
دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا
0303-4367413 -- 0301-6002250

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرستِ مضامین

☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

دلائل کی عدالت میں

انصاف کا قانون یہ ہے کہ جھگڑے کا فیصلہ کرتے وقت دونوں فریقوں کو سامنے بٹھا کر بات سنی جائے۔ صرف ایک فریق تو خدا جانے کیا بتائے گا اور کیا چھپائے گا۔ دنیا کی عدالت میں کوئی بھی شخص اپنی گفتگو کے فن سے، یا وکیل اپنی ہوشیاری سے کام لیکر اپنے حق میں فیصلہ کروا سکتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن اس قسم کی چالاکیاں کام نہیں دیں گی بلکہ وہاں نامہ اعمال بولے گا، ہاتھ اور پاؤں بولیں گے، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا جائے گا۔

آج مسلمانوں کے عقائد کو خراب کرنے میں سب سے زیادہ کردار ان چھپے ہوئے سازشیوں کا ہے جنہوں نے صرف اپنی من پسند کی باتیں لوگوں کے سامنے بیان کی ہیں اور اپنے اندرونی عقائد پر ضرب لگانے والے دلائل کو چھپا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتَابِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ یعنی کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان رکھتے ہو اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو (البقرۃ:۸۵)۔ ایمان والوں سے فرمایا: اُدۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ كَآفَّةً یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ (البقرۃ:۲۰۸)۔

ہم نے اس مختصر سے رسالہ میں اپنے آقا ﷺ کی ایک حدیث شریف بیان کرنے والوں کے سامنے اسی آقا ﷺ کی دوسری حدیث بھی رکھ دی ہے تاکہ ساری احادیث کو مان لینے کے بعد دیانت داری سے صحیح صورتِ حال کو سمجھا جا سکے۔ اے عزیز! حدیث پر ناراض ہونا اور حدیث پیش کرنے والوں کو قصوروار سمجھنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔

☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام دلائل پر بیک وقت نظر رکھنا ضروری ہے

(1)۔ہم پر کس کی پیروی لازم ہے:

ایک طبقہ اس حدیث پر زور دیتا ہے کہ: تَرَكْتُ فِيْكُمُ الْاَمْرَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت (مؤطا امام مالک: كتاب القدر، باب النهى عن القول بالقدر: ۳)۔

دوسرا طبقہ اس حدیث پر زور دیتا ہے کہ: تَرَكْتُ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ............ وَاَهْلَ بَيْتِي یعنی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت (مسلم حدیث: ۶۲۲۵)۔

جبکہ اہل سنت مندرجہ ذیل تمام احادیث پر بیک وقت نظر رکھتے ہیں:

(۱)۔ تَرَكْتُ فِيْكُمُ الْاَمْرَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت (مؤطا امام مالک: كتاب القدر ،باب النهى عن القول بالقدر: ۳)۔

(۲)۔ تَرَكْتُ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ .... وَاَهْلَ بَيْتِي یعنی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت (مسلم حدیث: ۶۲۲۵)۔

(۳)۔ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ یعنی میرے بعد آنے والے دو خلیفوں کی پیروی کرنا، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) (ترمذی حدیث: ۳۶۶۲، ۳۸۰۵، ابنِ ماجہ حدیث: ۹۷)۔

(۴)۔ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ یعنی تم پر لازم ہے کہ میری سنت پر چلو اور میرے خلفاءِ راشدین مہدیین کی سنت پر چلو (ابوداؤد حدیث: ۴۶۰۷، ترمذی حدیث: ۲۶۷۶، ابن ماجہ حدیث: ۴۲)۔

(۵)۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ حدیث: ۶۰۱۸)۔

(۶)۔ عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ یعنی ہمیشہ بڑے گروہ کے ساتھ رہو (ابنِ ماجہ حدیث: ۳۹۵۰)۔

اہلِ سنت ان سب باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور مکمل صورتِ حال کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتے ہیں جس سے تفرقہ بازی ختم ہو جاتی ہے۔

(2)۔ بدعت سے کیا مراد ہے؟

کچھ لوگ صرف اس ایک حدیث کو پکڑ کر فتوے لگائے جا رہے ہیں: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهُدىٰ هُدىٰ مُحَمَّدٍ ، وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنی بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین کام وہ جو نیا ہو، اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم حدیث: ۲۰۰۵، نسائی حدیث: ۱۵۷۸، ابن ماجہ حدیث: ۴۵)۔

حالانکہ محبوب کریم ﷺ کے ارشادات اس حدیث کے علاوہ بھی موجود ہیں، جن کی روشنی میں صورتِ حال بالکل واضح ہو رہی ہے۔ فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی جس نے ہمارے اس دین میں ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے (بخاری حدیث:

۲۶۹۷، مسلم حدیث:۴۴۹۲، ابوداؤد حدیث:۴۶۰۶، ابن ماجہ حدیث:۱۴)۔

واضح ہو گیا کہ بری بدعت وہ نئی چیز ہوتی ہے جو اسلامی اصولوں سے متصادم ہو۔

نیز فرمایا: **مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً ، فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ ، مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئٌ ، وَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا ، وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئٌ** ۔یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی ملے گا جنہوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا، اور ان عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس کا گناہ اس کے ذمے ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ بھی اسے ملے گا جنہوں نے اسکے بعد اس پر عمل کیا اور ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی (مسلم حدیث:۲۳۵۱، نسائی حدیث: ۲۵۵۴، ابن ماجہ حدیث:۲۰۳)۔

اس حدیث میں سنتِ حسنہ اور سنتِ سیئہ کی تقسیم موجود ہے جو بے لگام فتویٰ بازی میں مانع ہے۔ اسی لیے اہلِ سنت کے نزدیک بدعت کی دو قسمیں ہیں، اچھی بدعت اور بری بدعت۔ جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب صحابہ کرام کو ایک قاری کی امامت میں نمازِ تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: **نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ** یعنی یہ اچھی بدعت ہے (بخاری حدیث:۲۰۱۰، مؤطا امام مالک **کتاب الصلوٰۃ فی رمضان ، باب ماجآء فی قیامِ رمضان** حدیث:۳)۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **مَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ** یعنی جسے مومنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے۔ اس حدیث کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں مرفوعاً روایت فرمایا ہے (مؤطا امام محمد صفحہ

۱۴۴، مسند ابوداؤد الطیالسی حدیث: ۲۴۳، ابونعیم ۱/ ۳۷۵، المعجم الاوسط حدیث: ۳۶۰۲، مسند احمد حدیث: ۳۵۹۹)۔

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّمَنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَآءِ ، قَالَ ، اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ یعنی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور نیل گائے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہو اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہو اور جس چیز کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے وہ ان چیزوں میں سے ہے جن کیا اللہ نے معافی دی ہے (ترمذی حدیث: ۱۷۲۶، ابن ماجۃ حدیث: ۳۳۶۷)۔

اس جیسی کئی احادیث بخاری مسلم وغیرہ میں موجود ہیں اور خود قرآن شریف اس قاعدے کی تائید فرماتا ہے کہ جب تک کسی کام سے شریعت نے منع نہ کیا ہو، وہ جائز ہوتا ہے۔

دوسری طرف واقعی بے شمار بدعات ایسی ہیں جو بدعتِ سیّئہ ہیں اور مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ کا صحیح مصداق ہیں۔ مثلاً: مزارات کو سجدہ کرنا، بھنگ پینا، لٹ رکھنا، لوہے کے کڑے پہننا، کئی کئی انگوٹھیاں پہننا وغیرہ۔

آپ نے دیکھ لیا کہ ایک طرف اہل سنت پر بدعت کا بے جا فتویٰ لگانے والا طبقہ موجود ہے اور دوسری طرف سچ مچ کا اصل بدعتی طبقہ موجود ہے جبکہ اہلسنت راہِ اعتدال پر ہیں۔

(3)۔ جنت کے سردار کون کون ہیں؟

حدیث شریف میں ہے کہ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں (مسندِ احمد حدیث: ۱۱۰۰۵، ترمذی حدیث:

۳۷۶۸، ابنِ ماجہ حدیث: ۱۱۸)۔

مگر دوسری حدیث میں ہے کہ: اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ یعنی ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (مسندِ احمد حدیث: ۶۰۴، ترمذی حدیث: ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ابنِ ماجہ حدیث: ۹۵، ۱۰۰، ابنِ ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۷۳، مسندِ ابی یعلیٰ حدیث: ۵۳۳، صحیح ابنِ حبان حدیث: ۶۹۰۴، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث: ۱۳۴۸)۔ اس حدیث کو سیدنا علی، ابوجحیفہ، انس بن مالک، جابر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّهٗ سَیِّدُ فِتْیَانِ اَھْلِ الْجَنَّةِ یعنی یہ جنتی نوجوانوں کا سردار ہے (مستدرکِ حاکم حدیث: ۵۱۹۱)۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اَفْضَلُ الشُّھَدَاءِ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یعنی حمزہ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں سے افضل ہیں (مستدرک حاکم حدیث: ۴۹۳۹)۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: سَیِّدُ الشُّھَدَآءِ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَامَ اِلٰی اِمَامٍ جَائِرٍ فَاَمَرَهٗ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهٗ یعنی شہیدوں کا سردار حمزہ بن عبد المطلب ہے اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہو گیا، اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اس نے اسے قتل کر دیا (مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۹۴۷)۔

اے عزیز! اپنے آقا کریم ﷺ کی تمام احادیث کو قبول کر کے تفرقہ بازی ختم کر دے اور حدیث بیان کرنے والوں کو قصوروار مت ٹھہرا۔

(4)۔میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ :حُسَیۡنٌ مِّنِّیۡ وَاَنَا مِنۡ حُسَیۡن (ترمذی حدیث: ۳۷۷۵،ابنِ ماجہ حدیث:۱۴۴)۔

مگر دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ : عَلِیٌّ مِّنِّیۡ وَاَنَا مِنۡہُ (ترمذی حدیث:۳۷۱۹،ابنِ ماجہ حدیث:۱۱۹)۔

تیسری حدیث میں ہے کہ: اَلۡعَبَّاسُ مِّنِّیۡ وَاَنَا مِنۡہُ (ترمذی حدیث :۳۷۵۹)اور چوتھی حدیث میں ہے کہ :اَلۡاَشۡعَرِیُّوۡنَ ھُمۡ مِّنِّیۡ وَاَنَا مِنۡھُمۡ اشعری قبیلہ مجھ سے ہے اور میں ان میں سے ہوں (بخاری حدیث:۲۴۸۶،مسلم حدیث:۶۴۰۸)۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ : نبی کریم ﷺ نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا ھٰذَا مِنِّی وَ اَنَا مِنۡہُ ، ھٰذَا مِنِّی وَ اَنَا مِنۡہُ یعنی جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں،جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں (مسلم حدیث:۶۳۵۸)۔

اے عزیز! احادیث چھپا کر تفرقہ مت ڈال ، اور ان صحابہ کا حق مت چھین! ساری حدیثیں بیان کرنے والوں سے بدگمانی مت کر بلکہ اس پر اللہ کا شکر ادا کر۔

(5)۔ایمان کی نشانی اور منافقت کی نشانی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:لَا یُحِبُّ عَلِیّاً مُنَافِقٌ وَّلَا یُبۡغِضُہٗ مُؤۡمِنٌ یعنی منافق علی سے محبت نہیں کریگا اور مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا (ترمذی حدیث:۳۷۱۷)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:وَالَّذِیۡ فَلَقَ الۡحَبَّۃَ وَبَرَءَ النَّسَمَۃَ ، اِنَّہٗ لَعَھۡدُ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ ﷺ اِلَیَّ ، اَنۡ لَّا یُحِبُّنِیۡ اِلَّا مُؤۡمِنٌ ، وَّلَا یُبۡغِضُنِیۡ اِلَّا مُنَافِقٌ یعنی قسم

ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور قطرے کو جدا کیا، میرے ساتھ نبی ﷺ کا وعدہ ہے کہ مجھ سے مومن کے سواء کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے سواء کوئی بغض نہیں رکھے گا (مسلم حدیث:۲۴۰، ترمذی حدیث:۳۷۳۶، نسائی حدیث:۵۰۱۸)۔

لیکن دوسری طرف یہ احادیث بھی یاد رکھیے، حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا: آیَةُ الْاِیْـمَـانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَآیَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ یعنی انصارِ مدینہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار کا بغض منافقت کی علامت ہے (بخاری حدیث:۱۷، ۳۷۸۴، مسلم حدیث:۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، نسائی حدیث:۵۰۱۹)۔

بخاری شریف کے جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کا نام ہے: بَاب: عَلَامَةُ الْاِیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ اور دوسری جگہ جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کا نام ہے: بَاب: حُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ مسلم شریف کے جس باب میں یہ احادیث بیان ہوئی ہیں اس کا نام ہے: بـاب: اَلـدَّلِیـلُ عَـلـیٰ اَنَّ حُـبَّ الْاَنْـصَـارِ وَعَـلِـیٍّ رَضِـیَ الـلّٰـهُ عَـنْـهُـمْ مِـنَ الْاِیْـمَانِ وَعَلَامَاتِهٖ ، وَبُغْضُهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ ۔اس باب میں پہلی پانچ احادیث انصار کی محبت اور بغض کے بارے میں ہیں جبکہ ایک آخری حدیث سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت اور بغض کے بارے میں ہے۔

ایک حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی محبت کا ذکر اس طرح ہے: حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اِیْمَانٌ وَ بُغْضُهُمَا کُفْرٌ یعنی ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان دونوں کا بغض کفر ہے (فضائل الصحابہ امام احمد بن حنبل حدیث:۴۸۷، الکامل لابن ابی جلد۳ صفحہ۷۳، الجامع الصغیر حدیث:۳۶۶۵)۔ حسن لغیرہ

محبوب کریم ﷺ نے اپنے چار یاروں کے بارے میں فرمایا: لَا یَـجْمَعُ حُبَّ هٰـؤُلَآءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا قَلْبُ مُؤْمِنٍ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ یعنی ان چار کی

محبت ایمان والا دل ہی اپنے اندر جمع کرے گا ابوبکر عمر عثمان اور علی (فضائل الصحابۃ امام احمد بن حنبل حدیث: ۶۷۵)۔

ایک اور صحیح حدیث مکمل سند کے ساتھ ملاحظہ کیجیے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ كَمَا فَرَضَ عَلَيْكُمُ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْحَجَّ وَالزَّكَاةَ فَمَنْ أَبْغَضَ وَاحِداً مِنْهُمْ فَلَا صَلَاةَ وَلَا حَجَّ وَلَا زَكَاةَ وَيُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ قَبْرِهٖ إِلَى النَّارِ یعنی بے شک اللہ نے تم لوگوں پر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت فرض کی ہے جیسا کہ اس نے تم پر نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ فرض کیے ہیں۔ تو جس نے ان میں سے کسی ایک کیساتھ بھی بغض رکھا اسکی کوئی نماز نہیں، کوئی حج نہیں، کوئی زکوٰۃ نہیں اور قیامت کے دن اپنی قبر سے سیدھا جہنم کی طرف اٹھایا جائے گا (طبقاتِ حنابلہ جلد ۱ صفحہ ۸۲)۔

تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حدیث پڑھیے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي اَصْحَابِي، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي اَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ اَنْ يَاخُذَهٗ یعنی حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ محبت کی وجہ سے اِن سے محبت رکھی اور جس نے اِن کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ

بغض کی وجہ سے اِن سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا (ترمذی حدیث: ۳۸۶۲)۔

ایک حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ: مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ یعنی جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (المعجم الاوسط حدیث: ۶۷۲۶، مجمع الزوائد حدیث: ۱۴۴۳۹)۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وَایْمُ اللّٰہِ لَوْ اَعْلَمُ کَلْباً یُحِبُّ عُمَرَ لَاَحْبَبْتُہٗ یعنی اللہ کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں کتے کو عمر سے محبت ہے، تو میں اس کتے سے بھی محبت کروں گا (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث: ۸۷۲۵، مجمع الزوائد حدیث: ۱۴۴۶۹)۔

ایک شخص مر گیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اِنَّہٗ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ یعنی یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، اللہ نے اس سے بغض رکھا (ترمذی حدیث: ۳۷۰۹ باب: اِمْتِنَاعُہٗ ﷺ مِنَ الصَّلوٰۃِ عَلٰی جَنَازَۃِ رَجُلٍ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ)۔

فرمایئے! یہ ساری احادیث لکھ کر ہم نے اپنے بھائیوں کو منافقت سے بچایا کہ نہیں؟

منافقین کی چار قسمیں ہیں۔ سب سے بڑے منافق وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ سے بغض رکھتے تھے۔ عبداللہ بن اُبی اسی قسم کا منافق تھا، اور انہی منافقوں کے بارے میں سورۃ منافقون اور سورۃ بقرۃ کی آیات نازل ہوئی تھیں۔ دوسری قسم کے منافق وہ تھے جو

صحابہِ کرام اور خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے۔ تیسری قسم کے منافق وہ تھے جو سیدنا عثمانِ غنی اور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے تھے۔ چوتھی قسم کے منافق وہ ہیں جن میں یہ چار نشانیاں پائی جائیں: جب امانت دیے جائیں تو خیانت کریں، جب بولیں تو جھوٹ بولیں، جب وعدہ کریں تو خلاف ورزی کریں اور جب جھگڑا کریں تو گالیاں دیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس میں یہ چاروں نشانیاں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری حدیث: ۳۴، مسلم حدیث: ۲۱۰)۔

ہر صاحبِ ایمان پر لازم ہے کہ منافقین کی ان تمام قسموں پر بیک وقت نظر رکھے اور ان سب سے سخت اجتناب کرے۔ اور یہ ساری تفصیل بیان کرنے والے سے ناراض نہ ہوں، بدگمانی سے کام نہ لیں بلکہ اللہ کا شکر کریں جس نے ہر قسم کی منافقت سے بچنے کی توفیق بخشی۔

(6)۔ پیاروں کا ایک جیسا دفاع

نبی کریم ﷺ کے جس بھی پیارے کی مخالفت ہوئی آپ ﷺ نے اس کے دفاع میں خطاب فرمایا۔ مثلاً: آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ جلال میں آ گئے حتیٰ کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِحْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ قَالَ: یَا أَیُّهَا النَّاسُ مَنْ آذیٰ عَمِّی فَقَدْ آذَانِیْ فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِیْهِ (ترمذی حدیث: ۳۷۵۸)۔ أَیُّهَا النَّاسُ أَیُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ قَالُوا أَنْتَ قَالَ فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّی وَأَنَا مِنْهُ فَلَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْیَاءَ نَا فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِکَ (مسند احمد حدیث: ۲۷۳۴)۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایمان کسی آدمی کے دل میں داخل نہیں ہوتا جب تک وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت نہ کرے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ بے شک آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔

اے لوگو! اہل زمین میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ اکرام والا کون ہے؟ سب نے کہا: آپ۔ فرمایا: تو پھر عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔ ہمارے فوت شدگان کو گالیاں دے کر زندوں کو اذیت مت پہنچاؤ۔ آپ ﷺ کے پاس سب حاضر ہو گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اسی طرح جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو آپ ﷺ نے خطاب فرمایا:

عَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ عَلِیٍّ اِلَی الْیَمَنِ فَرَأَیْتُ مِنْهُ جَفْوَةً فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : ذَکَرْتُ عَلِیًّا فَنَقَصْتُهُ، فَجَعَلَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَتَغَیَّرُ فَقَالَ: اَلَسْتُ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ؟ قُلْتُ بَلیٰ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (المصنف لابن ابی شیبہ: ۷/۵۰۶)۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا،

مجھے ان سے کسی معاملے میں شکایت ہوئی، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا، رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، تو فرمایا: کیا میں مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیارا نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے۔

اسی طرح جب سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپاہ سالار بننے پر اعتراض ہوا تو آپ ﷺ نے خطاب فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ (بخاری حدیث: ۴۲۵۰، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۶۶۲۷، ۷۱۸۷، ترمذی حدیث: ۳۸۱۶)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنا دیا تو لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا، تب رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

اگر تم اس کی امارت پر طعن کر رہے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر طعن کر چکے ہو اور اللہ کی قسم! بے شک وہ ضرور امارت کے لائق تھا اور بے شک وہ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور بے شک یہ ان کے بعد مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

اسی طرح جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو ام

المومنین کے دفاع میں قرآن شریف کی ۱۸ آیات نازل ہوئیں اور نبی کریم ﷺ نے بھی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا (بخاری حدیث:۲۶۳۷، مسلم حدیث:۷۰۲۰)۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق کے مقابلے پر اپنے لیے حمایت طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا: اے گروہِ مسلمین! ایک ایسا شخص جس کی میرے گھر والوں کے متعلق شرانگیزی کی خبر مجھے پہنچی ہے اس کے مقابلہ پر کون میری حمایت کرے گا؟ اللہ کی قسم! مجھے اچھی طرح علم ہے کہ میرے گھر والی نیک ترین خاتون ہے۔

اسی طرح جب سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ فرمایا:

إِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا (بخاری حدیث:۹۲۶، ۳۱۱۰، ۳۷۱۴، ۳۷۲۹، ۳۷۶۷، ۵۲۳۰، ۵۲۷۸، مسلم حدیث : ۴۷۳۸، ۴۷۳۹، ابو داؤد حدیث : ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ابن ماجہ حدیث:۱۹۹۹)۔

ترجمہ: میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک محل میں جمع نہیں ہوں گی۔

اسی طرح جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوگئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا:

يَـا اَيُّهَـا الـنَّاسُ لَيُسَ اَحَدٌ مِّنۡكُمُ اَمَنَّ عَلَيَّ فِيُ ذَاتِ يَدِهٖ وَ نَفُسِهٖ مِنۡ اَبِيُ بَـكُـرٍ كُلُّكُمۡ قَالَ لِيُ كَذَبۡتَ وَقَالَ لِيُ اَبُوۡبَكُرٍ صَدَقُتَ فَلَوۡ كُنۡتُ مُتَّخِذاً خَـلِيُلًا لَاتَّـخَذۡتُ اَبَا بَكُرٍ خَلِيُلاً ثُمَّ الۡتَفَتَ اِلٰى حَسَّانٍ فَقَالَ هَاتِ مَا قُلۡتَ فِيَّ وَفِيُ اَبِيُ بَكُرٍ فَقَالَ حَسَّانٌ فَقُلۡتُ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ:

اِذَا تُذَكَّرۡتَ شَجُواً مِنۡ اَخِيُ ثِقَةٍ — فَاذۡكُرۡ اَخَاكَ اَبَا بَكُرٍ بِمَا فَعَلَا

وَالثَّانِيُ التَّالِيُ الۡمَحۡمُوۡدُ مَشۡهَدُهٗ — وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنۡهُمۡ صَدَّقَ الرُّسُلَا

وَ ثَانِيَ اثۡنَيۡنِ فِي الۡغَارِ الۡمُنِيُفِ وَ قَدۡ — طَافَ الۡعَدُوُّ بِهٖ اِذۡ صَعِدَ الۡجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُوۡلِ اللّٰهِ قَدۡ عَلِمُوۡا — مِنَ الۡخَلَائِقِ لَمۡ يَعۡدِلۡ بِهٖ رَجُلَا

خَيۡرُ الۡبَرِيَّةِ اَتۡقَاهَا وَاَعۡدَلُهَا — اِلَّا النَّبِيُّ وَ اَوۡفَاهَا بِمَا حَمَلَا

فَقَالَ ﷺ صَدَقۡتَ يَا حَسَّانُ ، دَعُوۡا لِيُ صَاحِبِيُ قَالَهَا ثَلَاثاً

ترجمہ: اے لوگو! تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کے مالی اور جانی احسانات مجھ پر ابوبکر سے زیادہ ہوں، تم میں سے سب نے مجھے کہا تھا کہ تم (معاذ اللہ) جھوٹے ہو مگر ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ سچ فرماتے ہو، اور اگر میں کسی کو اپنا تنہائی کا یار بناتا تو ابوبکر کو بناتا، پھر آپ ﷺ حضرت حسان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ذرا ہو جائے جو تم نے میرے بارے میں اور ابوبکر کے بارے میں کہا ہے، حضرت حسان نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے لکھا ہے:

شعر نمبر (۱)۔ جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ اس نے کر کے دکھایا۔

شعر نمبر (۲)۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی

پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

شعر نمبر(۳)۔ آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اسکے اردگرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔

شعر نمبر(۴)۔ ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔

شعر نمبر(۵)۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسان تم نے سچ کہا۔ اے لوگو! میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو (دیوانِ حسان بن ثابت الانصاری مع شرح برقوقی صفحہ ۲۹۹)۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ان کتابوں میں بھی موجود ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ۸/ ۴۴۸، مستدرکِ حاکم حدیث: ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۵۱۸، اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۷، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰)۔

ان دفاعی خطابات کے علاوہ نبی کریم ﷺ کا آخری خطاب بھی ملاحظہ کیجیے، جو اللہ کے محبوب آخری نبی ﷺ کا آخری خطاب ہونے کی وجہ سے پوری کائنات کے خطابات پر فوقیت اور برتری رکھتا ہے اور اپنے الفاظ کے لحاظ سے بھی سب پر بھاری ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَکَی أَبُو بَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ فِی نَفْسِی مَا یُبْکِی هٰذَا الشَّیْخَ إِنْ یَکُنِ اللّٰهُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا

عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِّنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ (بخاری حدیث: ۴۶۶، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث: ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی حدیث: ۳۶۶۰، مؤطا امام محمد صفحہ: ۳۹۴، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل حدیث: ۱۵۴)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا: آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا، اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے، سو ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو میں نے اپنے دل میں کہا: اس بوڑھے کو کیا چیز رُلا رہی ہے، اگر اللہ نے ایک بندے کو اس دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! تم مت رو۔ بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رفاقت میں مجھ پر احسان (خدمت) کرنے والے تم ہو اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور دوستی اپنی جگہ قائم ہے، مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہیں رکھا جائے گا اس کو بند کر دیا جائے گا سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

آپ نے دیکھا کہ مذکورہ بالا تمام خطابات کسی پس منظر کے تحت وارد ہوئے ہیں اور ان سب کا مرکزی خیال ایک ہی ہے، البتہ الفاظ کے اہتمام کی تخصیص جدا جدا ہے۔

اے عزیز! لوگوں کو صرف اپنی پسند کا خطاب سنا کر باقی خطابات چھپانے کی کوشش مت کر، اور سارے خطابات منظر پر لے آنے والوں کے بارے میں بدگمانی مت کر، اسی میں تیری آخرت کی فلاح ہے۔

(7)۔ اہلِ سنت کی علامت اور پہچان

ایک طبقہ ایسا ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت کا منکر اور دوسرا طبقہ ایسا ہے جو سیدنا عثمانِ غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتا ہے۔ ان دونوں کے برعکس اہلِ سنت کی پہچان یہ ہے کہ ابوبکر و عمر کو افضل مانو اور عثمان و علی سے محبت کرو۔

مِنْ عَلَامَاتِ اَھْلِ السُّنَّةِ تَفْضِيْلُ الشَّيْخَيْنِ وَ حُبُّ الْخَتَنَيْنِ یعنی ابو بکر و عمر کو افضل ماننا اور عثمان و علی سے محبت کرنا (رضی اللہ عنہم) (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، التمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۶۵، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، نبراس صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔

اسی لیے اہلِ سنت حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں تاکہ شیخین سے بغض رکھنے والے روافض اور ختنین سے بغض رکھنے والے خوارج کی تردید ہو جائے۔ خارجی لوگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ برحق نہیں مانتے تھے (ابوداؤد حدیث: ۴۶۴۶)۔ ان ظالموں کا رد کرتے ہوئے امام خلال علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب السنۃ میں یہ عنوان قائم کیا ہے کہ: تَثْبِيْتُ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا حَقًّا یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب کی خلافت کا ثبوت حق ہے حق ہے (السنہ للخلال حدیث: ۶۱۰)۔

لہٰذا حبِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عین تقاضا ہے اور خارجیوں کی عین مخالفت ہے کہ

''حق چار یار'' کا نعرہ لگایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اخۡتَارَ اَصۡحَابِیۡ عَلٰی جَمِیۡعِ الۡعَالَمِیۡنَ سِوَی النَّبِیّٖنَ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَاخۡتَارَ لِیۡ مِنۡھُمۡ اَرۡبَعَۃً اَبَابَکۡرٍ وَعُمَرَ وَعُثۡمَانَ وَعَلِیّاً فَجَعَلَھُمۡ خَیۡرَ اَصۡحَابِیۡ وَفِیۡ اَصۡحَابِیۡ کُلِّھِمۡ خَیۡرٌ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو نبیوں اور رسولوں کے سواء سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرمالیا ہے اور ان میں سے خصوصاً میرے لیے چار صحابہ کو پسند فرمایا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی۔ اور انہیں میرے صحابہ میں سے افضل بنایا ہے، ویسے میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے (الشفا جلد۲ صفحہ۴۲، الریاض النضرۃ جلد۱ صفحہ۴۷)۔اَلۡحَدِیۡثُ حَسَنٌ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: از مذہبِ رفاض وخوارج بے زارم، من کہ سنی دوست دارِ چار یارم۔

ترجمہ: میں رافضیوں اور خارجیوں کے مذہب سے بے زار ہوں، میں سنی ہوں اور چار یاروں کا یار ہوں (عقلِ بیدار صفحہ۲۴۶ مصنف حضرت سلطان باہو)۔

(8)۔اہلِ بیت میں کون کون شامل ہیں؟

محبوب کریم ﷺ کے اہلِ بیت میں سے بعض کا انکار خوارج کرتے ہیں اور بعض کا انکار روافض کرتے ہیں۔ مکمل صورتِ حال اس طرح ہے۔

(۱)۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفاً وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاھِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَآتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ

تَطْهِيراً وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلىٰ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفاً خَبِيْراً (الاحزاب: ۳۲،۳۳،۳۴)۔

ترجمہ: اے نبی کی (پاک) بیویو تم عورتوں میں سے کسی کی مثل نہیں اگر اللہ سے ڈرتی ہو (اور یقیناً ڈرتی ہو) تو پس پردہ مردوں سے بضرورت بات کرنے میں ایسا نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جسکے دل میں بیماری ہے وہ طمع کرنے لگے اور دستور کے مطابق اچھی بات کرنا۔اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور نہ بے پردہ ہو پرانی جاہلیت کی بے پردگی کی طرح اور نماز پڑھتی اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتی رہو اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے اہلِ بیت تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کردے اور یاد کرتی رہو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے۔بے شک اللہ ہر باریکی جاننے والا اچھی طرح خبردار ہے۔

مذکورہ بالا طویل قرآنی ارشاد کو بار بار پڑھیے اور دیانت داری کے ساتھ فیصلہ فرمایئے کہ قرآن میں اہلِ بیت کسے کہا گیا ہے؟

اس آیت کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً یعنی یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں خصوصاً نازل ہوئی ہے۔حضرت عکرمہ تابعی فرماتے ہیں کہ وَ مَنْ شَآءَ بَاهَلْتُهُ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ یعنی یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جسکا جی چاہے مجھ سے مباہلہ کرلے (درِ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۸۷)۔

(۲)۔ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافق عبداللہ بن اُبی نے الزام لگایا تو حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا: قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي یعنی اس منافق نے مجھے میرے اہلِ بیت کے بارے میں اذیت دی ہے (بخاری حدیث: ۹۲۶)۔

(۳)۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ حبیبِ کریم ﷺ نے سیدۃ النساء، حسنین کریمین اور مرتضٰی کریم رضی اللہ عنہم کو چادر مبارک کے نیچے بٹھا کر فرمایا: **اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً** (مسلم حدیث:۶۲۶۱)۔اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ ازواج مطہرات کے بعد یہ چار مقدس ہستیاں بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

(۴)۔ حضرت سیدہ رقیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔وہ انکی بیماری کیوجہ سے جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے (بخاری حدیث:۳۱۳۰،۳۶۹۸،ترمذی حدیث:۳۷۰۶)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شہزادی ام کلثوم کو دھاری دار ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا (بخاری حدیث:۵۸۴۲)۔

جب سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دو (بخاری حدیث:۱۲۵۳،۱۲۵۴،۱۲۵۸،۱۲۶۰،مسلم حدیث:۲۱۶۸، ۲۱۷۰واللفظ لہ، ابوداؤد حدیث:۳۱۴۲، نسائی حدیث:۱۸۸۱،۱۸۸۴تا ۱۸۹۴مسلسل گیارہ احادیث، ابن ماجہ حدیث:۱۴۵۷،۱۴۵۹)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **اِنَّ خَدِیْجَۃَ وَلَدَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃً: عَبْدَ اللّٰہِ ، وَالْقَاسِمَ وَ زَیْنَبَ وَ رُقَیَّۃَ وَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَۃَ وَوَلَدَتْ لَہٗ مَارِیَۃُ اِبْرَاھِیْمَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنْھُم**

ترجمہ: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں سے رسول اللہ ﷺ کے چھ شہزادے شہزادیاں پیدا ہوئے۔حضرت عبداللہ، قاسم، زینب، رقیہ، امِ کلثوم، فاطمہ اور حضرت ماریہ میں سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (المعجم الاوسط جلد۱صفحہ ۳۹۹، المعجم الکبیر جلد۵صفحہ ۴۳۵، مجمع الزوائد حدیث نمبر۱۵۲۴۳،۱۵۲۴۴ ارجالہ ثقات، سیرت ابنِ ہشام جلد۱صفحہ ۱۹۰)۔

شیعہ مذہب کی حدیث کی سب سے بلند رتبہ کتاب اصولِ کافی میں ہے کہ:

وَ تَزَوَّجَ الْخَدِيْجَةَ وَهُوَ بِضْعٌ وَ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ وَ رُقَيَّةُ وَ زَيْنَبُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَ فَاطِمَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

ترجمہ: آپ ﷺ نے خدیجہ کے ساتھ پچیس سال کی عمر میں نکاح فرمایا تو ان میں سے بعثت سے پہلے آپ کے بچے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہم السلام پیدا ہوئے (اصولِ کافی جلد۲ صفحہ۴۳۵)۔

تمام احادیث کو سامنے رکھنے کے بعد واضح ہو گیا کہ اہلِ بیت اطہار میں تمام ازواجِ مطہرات سرِ فہرست ، پھر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء سمیت چاروں شہزادیاں ، شہزادے حضرت عبداللہ، حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حسنین کریمین اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سب شامل ہیں۔

اے عزیز! تمام دلائل پر نظر رکھنے سے اجتماعیت ثابت ہوگئی اور تفرقہ مٹ گیا۔

(9)۔اہلِ قرابت کون کون ہیں اور المودۃ فی القربیٰ سے کیا مراد ہے؟

اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کے بعد دوسرے اہلِ قرابت کا نمبر آتا ہے جن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ سارے قریش آپ ﷺ کے قرابت دار ہیں، کوئی ننہال کی طرف سے اور کوئی ددیال کی طرف سے۔ بخاری شریف میں قرآنی آیت اَلْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبىٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :

کسی شخص نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ سے کیا مراد ہے؟ پاس حضرت سعید بن جبیر تابعی قدس سرہ موجود تھے، انہوں نے کہا اس

سے مراد آلِ محمد ﷺ کی قرابت ہے۔ سیدنا ابنِ عباس نے فرمایا آپ نے جلدی کی ہے، اصل بات یہ ہے کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جسکے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری نہ ہو۔ فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت داری ہے اسکا لحاظ رکھو اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا قِرَابَةً مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ (بخاری حدیث: ۳۴۹۷، ۴۸۱۸، ترمذی حدیث: ۳۲۵۱، مسندِ احمد حدیث: ۲۰۲۹)۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں نے ہم پر اس آیت کے بارے میں کثرت سے سوال کیا تو ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھ کر ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہی فرمایا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَوْسَطَ بَيْتٍ فِيْ قُرَيْشٍ لَيْسَ بَطْنٌ مِنْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا قَدْ وَلَدَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً) إِلىٰ مَا أَدْعُوْكُمْ إِلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَوَادُّوْنِيْ بِقَرَابَتِيْ مِنْكُمْ وَ تَحْفَظُوْنِيْ بِهَا (مستدرک حاکم: ۳۷۱۱)۔ صحیح وافقه الذهبی

اب چونکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت عین اللہ کی محبت اور اطاعت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے واصل کرتی ہے لہٰذا اس اعتبار سے آیت کا مفہوم خود محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے سمجھ لیجیے!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا أَسْأَلُكُمْ عَلىٰ مَا آتَيْتُكُمْ مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ الْهُدىٰ أَجْراً إِلَّا أَنْ تُوَادُّوا اللّٰهَ وَ أَنْ تُقَرِّبُوا إِلَيْهِ بِطَاعَتِهٖ یعنی میں نے تمہیں جو بینات اور ہدایت عطا کی ہے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ: تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو (مسند احمد: ۲۴۱۹، مستدرک حاکم: ۳۷۱۰)۔ صحیح وافقه الذهبی

نبیوں کی بعثت کا مقصد یہی ہوا کرتا ہے کہ بندوں کو خدا سے جوڑ دیں، اسی لیے

صوفیاء نے اس آیت کا یہی معنی لیا ہے (تفسیر قشیری جلد۷ صفحہ۱۸۱، تفسیر تستری جلد۱ صفحہ۴۸۹)۔ وَهُوَ رَأْيُ الصُّوفِيَةِ (عارضۃ الاحوذی جلد۶ صفحہ۳۲۱)۔ سیدنا حسن بصری قدس سرہ کا یہی فرمان ہے (بغوی جلد۴ صفحہ۸۰)۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر مختلف انبیاء علیہم السلام کے اعلانات مذکور ہیں کہ: وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر صرف اللہ کے سپرد ہے (الشعراء :۱۰۹ وغیرہ)۔ جب دیگر انبیاء اپنی قوموں سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کر رہے، کسی مالی یا ادبی منفعت کی خواہش نہیں کر رہے، تو فخر الانبیاء سید الرسل کے متعلق یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی منفعت کی خواہش کی ہو .... اگر حضور اپنی ان دلسوزیوں، ان اشکباریوں کے معاوضہ کا تصور بھی کرتے تو شانِ رفیع سے بہت فرو تر ہوتا، دشمنوں کو انگشت زنی کا موقع مل جاتا، یہودی اور عیسائی ہمیں طعنہ دے سکتے کہ ہمارے راہنماؤں نے تو یہ اعلان کیا کہ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ اور تمہارے رسول نے مودت قربیٰ کا مطالبہ کر کے اپنی محنت و مشقت کا معاوضہ طلب کیا۔ العیاذ باللہ (تفسیر ضیاء القرآن جلد۴ صفحہ۳۷۷)۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت ہم اہلِ سنت کا ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں اس منافق کے ایمان کی شمع بجھ چکی ہے، لیکن یاد رکھیے کہ اہلِ سنت کے نزدیک محبتِ صحابہ اور محبتِ اہلِ بیت میں کوئی تفریق نہیں، اور جس کے دل میں صحابہ کرام کی محبت نہیں اس منافق کے ایمان کی شمع بھی بالکل اسی طرح بجھ چکی ہے۔ اہل بیت کے حق میں اَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِىْ لِحُبِّى اور صحابہ کرام کے حق میں مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ دونوں حدیثیں ترمذی میں موجود ہیں۔ لیکن جہاں تک اس آیت اَلْمَوَدَّةَ

فِی الْقُرْبیٰ کی تفسیر کا تعلق ہے تو اس کی بے غبار اور صحیح ترین تفسیر یہی ہے کہ اس میں اللہ کریم کا قرب حاصل کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الشوریٰ ۲۳ کی اس تفسیر پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا نہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دیگر آیات میں تبلیغ رسالت پر اجر طلب کرنے کی نفی ہے اور اس آیت میں اثبات ہے کیونکہ اللہ کے قرب کو امت سے طلب کرنا وہ اجر نہیں ہے جس کے طلب کی نفی کی گئی ہے اور نہ اس پر اقرباء پروری کا اعتراض ہوتا ہے اور اس آیت کی یہ سب سے عمدہ تفسیر ہے (تبیان القرآن جلد ۱۰ صفحہ ۵۸۷)۔

اہل علم کے لیے ہم یہاں حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ نقل کیے دیتے ہیں تا کہ یہ مخصوص پہلو بھی تشنہ تکمیل نہ رہے:

عن سعید بن جبیر عن بن عباس قال لما نزلت قالوا یا رسول اللّٰہ من قرابتک الذین وجبت علینا مودتھم الحدیث وإسنادہ ضعیف وھو ساقط لمخالفتہ ھذا الحدیث الصحیح والمعنی إلا أن تودونی لقرابتی فتحفظونی والخطاب لقریش خاصۃ والقربی قرابۃ العصوبۃ والرحم فکأنہ قال احفظونی للقرابۃ إن لم تتبعونی للنبوۃ ثم ذکر ما تقدم عن عکرمۃ فی سبب نزول وقد جزم بھذا التفسیر جماعۃ من المفسرین واستندوا إلی ما ذکرتہ عن بن عباس من الطبرانی وبن أبی حاتم وإسنادہ واہ فیہ ضعیف ورافضی وذکر الزمخشری ھنا أحادیث ظاھر وضعھا (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۶۶۱)۔

(10)۔آل سے مراد کیا ہے؟

اپنی امت پر کریم آقا ﷺ کی حدیث ملاحظہ ہو: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ ؟ فَقَالَ كُلُّ تَقِیٍّ وَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنْ اَوْلِیَاءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:۳۴) یعنی ہر پرہیز گار آل محمد ہے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اللہ کے بندے صرف وہی ہیں جو متقی پرہیز گار ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث: ۳۳۳۲، المعجم الصغیر جلد ا صفحہ ۱۱۵، مجمع الزوائد: ۱۷۹۴۶، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۶۶)۔

سیدنا امام جعفر صادق قدس سرہ اپنے والد ماجد سیدنا امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: کَانَ آلُ اَبِیْ بَكْرٍ ﷛ يُدْعَوْنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمُ یعنی حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی آل کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا تھا۔ یہ حدیث تین مختلف سندوں کے ساتھ منقول ہے (فضائل الصحابہ للدارقطنی: ۶۸، ۶۹، ۷۰)۔

امامِ اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِیٍّ محمد ﷺ کی آل ہر پرہیز گار ہے (مطلع القمرین صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صاف ظاہر ہے کہ آلِ محمد سے مراد سب مومن ہیں (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۸)۔

اے دوست! تقویٰ اختیار کر، تیرے میرے آقا ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِیَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَیْثُ كَانُوْا یعنی لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب وہی لوگ ہیں جو متقی ہیں، کوئی بھی ہوں کہیں بھی ہوں (مسند احمد حدیث: ۲۲۱۱۳)۔

(11)۔بارہ خلفاء کے بارے میں مکمل صورتِ حال

(۱)۔ لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیاً مَا وَلِیَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلاً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ یعنی لوگوں کے حکومتی معاملات چلتے رہیں گے جب تک ان پر بارہ خلفاء ہوں گے، وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے (بخاری حدیث:۷۲۲۲،۷۲۲۳، مسلم حدیث:۴۷۰۶)۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء سب کے سب حکمران بادشاہ اور والیِ ملک ہوں گے۔

(۲)۔ لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ عَزِیْزاً اِلَی اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ یعنی یہ امر بارہ خلفاء تک غالب رہے گا، وہ سب قریش میں سے ہوں گے (مسلم حدیث:۴۷۰۸، ۴۷۰۹، ۴۷۱۰، ابوداؤد حدیث:۴۲۸۰)۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء کے زمانے میں دینِ اسلام غالب رہے گا۔

(۳)۔ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَا یَنْقَضِیْ حَتّٰی یَمْضِیَ فِیْهِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْش یعنی یہ امر اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک ان میں بارہ خلفاء پورے نہ ہوں جائیں وہ سب قریش میں سے ہوں گے (مسلم حدیث:۴۷۰۵)۔

آپ نے دیکھا کہ بارہ اماموں کیلئے قریش کا لفظ بار بار آ رہا ہے۔اگر بارہ اماموں کو صرف بنی ہاشم میں ہی تلاش کیا جائے تو قریش کا لفظ بے فائدہ ہوکر رہ جائے گا۔

(۴)۔ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِماً حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ یَکُوْنَ عَلَیْهِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْش یعنی دین اس وقت تک قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت آ جائے گی یا ان پر بارہ خلفاء ہوں گے، وہ سب قریش میں سے ہوں گے (مسلم حدیث:۴۷۱۱)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کے دور میں دین قائم اور مضبوط رہے گا۔

(۵)۔ لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ قَائِماً حَتّٰی یَکُوْنَ عَلَیْکُمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّھُمْ تَجْتَمِعُ الْاُمَّةُ عَلَیْهِ یعنی دین قائم دائم رہے گا حتیٰ کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے،ان سب پر امت کا اجماع ہوگا (ابوداؤد حدیث:۴۲۷۹)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء میں سے ہرایک کی خلافت پر اجماع ہوگا اوراہلِ حل وعقد انہیں صحیح خلیفہ تسلیم کریں گے۔

(۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سُئِلَ کَمْ یَمْلِکُ ھٰذِهِ الْاُمَّةَ مِنْ خَلِیْفَةٍ ؟ فَقَالَ سَئَلْنَا عَنْھَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِثْنَا عَشَرَ کَعِدَّةِ نُقَبَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس امت میں کتنے خلفاء حکمرانی کریں گے؟ فرمایا: ہم نے اسکے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد بارہ ہوگی بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کی طرح (احمد حدیث:۳۷۸۰، البزار جلد۵ صفحہ۱۹۰)۔فیه مجالد بن سعید وھو ضعیف بقیة رجاله ثقات۔

اس حدیث شریف میں ملک یعنی حکومت کا لفظ موجود ہے۔یعنی بارہ امام حکمران بھی ہوں گے۔

(۷)۔ اِنَّهٗ لَا تَھْلِکُ ھٰذِهِ الْاُمَّةُ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھَا اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّھُمْ یَعْمَلُ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ مِنْھُمْ رَجُلَانِ مِنْ اَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ یعنی یہ امت اس وقت تک ہلاک نہیں ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ آجائیں،وہ سب ہدایت اور دینِ حق کے مطابق حکومت کریں گے،ان میں دوآدمی اہلِ بیتِ محمد ﷺ میں سے ہوں گے (رواہ مسدد فی مسندہ الکبیر عن ابی الخلد کمافی تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ۱۶)۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ بارہ میں سے صرف دو خلیفے اہل بیت اطہار علیہم الرضوان میں سے ہوں گے نہ کہ سب۔

(۸)۔ سَیَکُوْنُ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً ، اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ لَا یَلْبَثُ بَعْدِیْ اِلَّا قَلِیْلاً الحدیث یعنی جلد ہی بارہ خلفاء ہوں گے،ان میں سے ابوبکر میرے بعد تھوڑا ہی زندہ رہے گا،اور گھومتی چکی والا تعریف کے ساتھ زندہ رہے گا اور شہادت کی موت پائے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ فرمایا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) پھر آپ عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ اس قمیض کو اتاردو جو تمہیں اللہ عزوجل نے پہنائی ہے، اللہ کی قسم اگر تم نے اسے اتار دیا تو پھر تم جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک اونٹ سوئی کے سوراخ میں سے نہیں گزرتا (السنة لابن ابی عاصم حدیث:۱۱۸۶، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث : ۱۲ ، المعجم الاوسط حدیث : ۸۷۴۹ ، اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ۶۳۲)۔فیہ مطلب بن شعیب قال ابن عدی لم ار لہ حدیثا غیر ھذا ، و بقیة رجالہ وثقوا ۔اس حدیث میں سیدنا صدیقِ اکبر،عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے اسماءِ گرامی کی تصریح موجود ہے۔

ان تمام احادیث پر فرداً فرداً غور کیجیے۔جو شخص ان میں سے کسی ایک حدیث کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ دے گا وہ گمراہی پھیلائے گا۔صرف پہلی حدیث میں سے بارہ خلفاء کا لفظ پکڑ لینے والے اگر اگلے الفاظ کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ ہی پڑھ لیتے تو روشنی ہو جاتی۔

ان تمام احادیث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ ان خلفاء میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ،سیدنا عمر فاروق ،سیدنا عثمان غنی ،سیدنا علی المرتضٰی ،سیدنا امام حسن،حضرت سیدنا امیر معاویہ،حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔باقی تین کا تعین نہیں ہو سکا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۷ ،فتاویٰ رضویہ جلد۹ صفحہ ۲۵)۔تقریباً یہی بات فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴۶ پر بھی موجود ہے۔

خصوصاً چاروں خلفائے راشدین کو بارہ اماموں میں سرفہرست شامل کیا گیا ہے

(شرح نووی جلد ا صفحہ ۱۱۹، فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۴، عمدۃ القاری جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶، صواعق محرقہ صفحہ ۲۰،۲۱، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۳۳)۔

جن لوگوں نے پوری صورتِ حال سامنے نہیں رکھی ان میں سے کسی نے خلفاءِ راشدین کو ان میں سے نکال دیا اور کسی نے یزید پلید کو بھی ان میں شامل کر دیا۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ امامِ اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ مذکورہ بالا تمام احادیث نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: لگنے لگانے والوں میں جس نے سب طرقِ حدیث نہ دیکھے ایک آدھ طریق کو دیکھ کر کوئی احتمال نکال دیا الخ (فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۲۴)۔

اے عزیز! ہم نے کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے کچھ لکھنے اور زیادہ تبصرہ کرنے کی بجائے آپ کو مکمل احادیث سنا دی جائیں، ہم نے ہر حدیث کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے ساتھ ہی دوسری احادیث بھی رکھ دی ہیں، اب اگر کوئی ناراض ہو تو بتایئے وہ کس پر ناراض ہو رہا ہے؟ اور اگر کوئی انکار کرتا ہے تو بتایئے وہ کس کا انکار کر رہا ہے؟ کیا کسی محقق اور خدا کا خوف رکھنے والے شخص کو زیب دیتا ہے کہ کسی مسلمان سے بدگمانی کرے؟ اور اگر کوئی ہماری نیت میں شک کرتا ہے تو بتایئے اہل سنت کی نیت میں شک کرنا کون سے مذہب کا پرانا وطیرہ ہے؟

☆......☆......☆